نیل الفرقدین
فی
المصافحۃ بالیدین

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجرپور اعظم گڑھ یوپی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم

مہذب پور پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڑھ یوپی (انڈیا)

نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

مکتبۃ الحبیب

MAKTABA-AL-HABIB

JAMIA ISLAMIA DARUL ULOOM

MUHAZZABPUR P.O.SANJARPUR DISTT. AZAMGARH U.P. INDIA

Mobile: 09450546400

نیل الفرقدین

فی المصافحة بالیدین

(دوہاتھ سے مصافحہ کی مسنونیت)

تالیف:

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی

بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجرپور، اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ناشر

مکتبہ الحبیب،

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور پوسٹ سنجرپور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

نام کتاب: نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین
مصنف: حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
صفحات: 64
سن اشاعت اول: اپریل ۲۰۱۵ء
سن اشاعت دوم: مارچ ۲۰۲۲ء
قیمت: 70 روپے
ناشر: مکتبۃ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور
پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ملنے کا پتہ

۱- مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی

فہرست

☆☆☆

التوضیح الضروری
شرح
القدوری
جلد دوم
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجرپور اعظم گڑھ یوپی
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
مہذب پور، پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند، یوپی

التوضیح الضروری
شرح
القدوری
جلد اول
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
مہذب پور، پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند، یوپی

حضرت حبیب الامت
کی
خدماتِ جلیلہ
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور سنجرپور اعظم گڑھ یوپی
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند، یوپی

حبیب العلوم
شرح
سلم العلوم
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
مہذب پور، پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند، یوپی

عرض حبیب

زیر نظر کتاب ''نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین'' ایک انتہائی اہم اور علمی موضوع پر محققانہ ومحدثانہ علمی کتاب ہے۔ مصافحہ دو ہاتھ سے مسنون ہے یا صرف ایک ہاتھ سے؟ یہ ایک پرانا مختلف فیہ مسئلہ ہے اکابرینِ دیوبند کا معمول دو ہاتھ سے مصافحہ کا رہا ہے۔ اور آج بھی ہے۔ لیکن لامذہبیوں نے عصر حاضر میں اس مسئلہ کو بھی اٹھا کر عوام کو اصل سنت سے منحرف کرنے کی مہم شروع کردی ہے، حافظ عبدالمتین میمن جونا گڈھی نے ''حدیثِ خیر وشر'' نامی کتاب لکھ کر اہل علم کو خواہ مخواہ چیلنج کیا ہے اور اس میں انہوں نے خاص طور پر دو ہاتھ سے مصافحہ کے مسئلہ کو اپنی طبع آزمائی کا ذریعہ بنایا ہے، بہت سے دوستوں کے اصرار پر خادم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور احقاق حق اور احیاء سنت کی نیت سے کام شروع کیا بڑی کاوش کے بعد زیر نظر رسالہ تیار ہوا پوری کوشش یہ رہی کہ مسئلہ احادیث کی روشنی میں منقح ہوکر سامنے آجائے، چنانچہ کئی ماہ کی مسلسل کاوش کے بعد اردو زبان میں پہلا رسالہ دو ہاتھ سے مصافحہ کی مسنونیت پر قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے ناکارہ کو یقین ہے کہ انشاءاللہ یہ رسالہ مسئلہ کی تنقیح میں کافی ووافی ثابت ہوگا۔

دعاء ہے کہ اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے۔ ذریعہ نجات بنائے۔

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته – لكل هول من الأهوال مقتحم

مفتی حبیب اللہ قاسمی
جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی

۱۴۱۵/۳/۵ھ

حیاتِ
حبیب الامت
جلد اول
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجرپور اعظم گڑھ یوپی
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
مہذب پور، پوسٹ سنجرپور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی

حیاتِ
حبیب الامت
جلد دوم
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی

حیاتِ
حبیب الامت
جلد سوم
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی

حیاتِ
حبیب الامت
جلد چہارم
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم
ملنے کا پتہ: مکتبہ طیبہ دیوبند یوپی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد!

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته
لكل هول من الأهوال مقتحم

مصافحہ کی لغوی تحقیق:

مصافحہ عربی لفظ ہے اگر چہ بعض حضرات نے اس کو غیر عربی قرار دیا ہے، لیکن ان حضرات کی بات کو اہل لغت ومحدثین نے نا قابل التفات قرار دیا ہے۔ مصافحہ صرفی اعتبار سے باب مفاعلہ سے ہے اور یہ صفح یا صفحۃ سے ماخوذ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ صفحۃ ہے، اس سے مراد ہتھیلی کو ہتھیلی سے ملانا ہے، صاحب قاموس فرماتے ہیں مصافحہ کے معنی ہاتھ پکڑنے کے ہیں جس طرح ''تصافح'' کے معنی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا ہے، قاموس کے شارح صاحب تاج العروس لکھتے ہیں مصافحہ کا اطلاق اس وقت کیا جائے گا جب ایک شخص اپنی ہتھیلی کا باطنی حصہ دوسرے شخص کی ہتھیلی کے باطنی حصہ سے ملا دے، صاحب لسان العرب اور صاحب اساس نے مصافحہ کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے، ''ہتھیلی کو ہتھیلی سے چپکا دینا اور چہرہ سے ایک کا دوسرے کی طرف متوجہ ہونا''، ملا علی قاری نے بھی تقریباً مصافحہ کا یہی مفہوم بیان کیا ہے (عون

المعبود ۴/ ۵۲۱، تحفۃ الاحوذی ۷/ ۵۱۳، فتح الباری ۱۱/ ۵۴، مرقاۃ ۴/ ۵۷۴)۔

مصافحہ کی شرعی تحقیق:

مصافحہ کے لغوی معنی کی رعایت کے ساتھ مسنون طریقہ کے مطابق سلام کے بعد ملاقات کے وقت سنت کی نیت سے مصافحہ کرنا یقیناً باعث اجر وثواب ہے، لیکن اگر کسی نے ہتھیلی کا ظاہری حصہ دوسرے کی ہتھیلی کے ظاہری یا باطنی حصہ پر رکھ دیا تو شرعی اعتبار سے یہ بھی مصافحہ نہیں ہے، اگر کسی نے صرف بائیں ہاتھ سے بلا عذر شرعی یا طبعی مصافحہ کیا تو شرعاً اس پر بھی مصافحہ کا اطلاق نصوص احادیث کے خلاف ہے، دوسرے شخص کی مشغولیت کی وجہ سے کلائی کو مصافحہ کرنے والے نے پکڑ لیا یا مس کر دیا اس کو بھی شرعاً مصافحہ نہیں کہیں گے، بلا عذر شرعی یا طبعی مصافحہ میں ایک نے دوسرے کی ہتھیلی کو صرف مس (ٹچ) کیا تو شرعاً یہ بھی مصافحہ نہیں چونکہ بعض حضرات نے ''الصاق'' کی قید لگائی ہے، اسی طرح اگر کسی نے کپڑے کے اوپر سے مصافحہ کیا تو وہ بھی مصافحہ معتبر نہیں مصافحہ بغیر حائل کے ہونا چاہئے (اوجز ۶/ ۱۹۳)۔

مصافحہ کے وقت دونوں کا چہرہ آمنے سامنے ہونا چاہئے:

اگر کسی نے مصافحہ کیا لیکن بلا عذر شرعی یا طبعی چہرہ دونوں کا دو طرف ہے آمنے سامنے نہیں تو شرعاً اس پر کامل مصافحہ کا اطلاق نہیں کیا جائے گا، چونکہ مصافحہ کے مفہوم میں اقبال وجہ داخل ہے اگر مصافحہ میں تسلیم قول کی تاکید ملحوظ نہیں رکھی گئی تو مقصد ومقصود کے اعتبار سے یہ شرعی مصافحہ نہیں ہوگا۔ اگر طرفین میں سے ایک نے بھی

تسلیم قولی کی تاکید کو پیش نظر رکھا تو اس کے حق میں یہ مصافحہ شرعاً تام ہوگا۔اگر بغیر سلام کئے صرف مصافحہ کیا گیا تو شرعاً فعل عبث کے مترادف ہے چونکہ سلام کا تتمہ مصافحہ کو قرار دیا گیا ہے، چونکہ یہ ایک شرعی عمل ہے اسلئے اس میں الفاظ اوقات مقامات کے اعتبار سے ان سارے نکات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جن کا لحاظ شریعت نے کیا ہے لہذا کسی چیز کا ترک یا کسی جز کا اضافہ یقیناً شرعاً غیر مقبول ہوگا۔

مصافحہ کی شرعی حیثیت:

مصافحہ، نبوی، شرعی، معمول بہا، متوارث، مستحسن، مقبول، ماجور، عمل ہے، ابوبکر الرویانی نے اپنی کتاب ''مسند'' میں پوری سند کے ساتھ حضرت براء بن عازبؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں ''میں نے ایک بار اللہ کے رسول ﷺ سے ملاقات کی تو آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو مصافحہ کو عجمیوں کا طریقہ اوران کا شعار سمجھتا تھا،آپ نے فرمایا ہم مصافحہ کے زیادہ مستحق ہیں۔اس طرح حضرت براء بن عازب کے ذہن میں مصافحہ کے بارے میں جو عجمیوں کا تصور تھا وہ دور ہوگیا اورایک اسلامی ومقبول عمل کے تصورات پیدا ہوگئے (فتح الباری ۱۱/۵۵)۔

سارے صحابہ وتابعین، فقہاء ومحدثین سلفاً وخلفاً مصافحہ کے جواز کے قائل ہیں (فتح الباری ۱۱/۵۵)۔

بلکہ ابن بطال نے عام علماء کے نزدیک اس عمل کا مستحسن ہونا نقل کیا ہے (عمدۃ القاری ۲۲/۲۵۲) البتہ ابن عبدالبر نے بحوالہ ابن وہب حضرت امام مالک سے کراہیت کا قول نقل کیا ہے (فتح الباری ۱۱/۵۵)۔

حضرت امام مالک کی رائے:

لیکن علامہ عینی کی تصریح کے مطابق حضرت امام مالک بھی مصافحہ کے استحباب کے قائل ہوگئے تھے، "**وقد استحبها مالک بعد کراهته**" (عمدۃ القاری۲۲/۲۵۲،عون المعبود۴/۵۲۲)، اگر چہ ابتداءً حضرت امام مالکؒ کے کراہیۃ کے قائل ہونے کی وجہ سے سحنون مالکی اور دوسرے بہت سے مالکیہ کراہیت کے قائل ہوگئے تھےلیکن امام مالکؒ کے اس اسلوب سے جوموطا میں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام مالکؒ بھی جواز بلکہ استحباب کے قائل ہوگئے تھے، امام ابہری نے کراہیت کے قول کی تاویل یہ کی ہے کہ یہ تکبر پر محمول ہے جب مصافحہ علی وجہ التکبیر ہوتب مکروہ ہے ورنہ نہیں (بذل المجہود۲۰/۱۴۸)۔امام نووی فرماتے ہیں ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ سنت ہےاوراس پر سب کا اتفاق ہے،"**المصافحة سنة مجمع علیها عند التلاقی**" (عمدۃ القاری۲۲/۲۵۲)۔

مصافحہ کے بارہ میں صاحب تحفۃ کی رائے:

بلکہ صاحب تحفہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے مصافحہ کوسنت مؤکدہ قرار دیا ہے،"**فإن المصافحة سنة مؤكدة**" (تحفۃالاحوذی۷/۵۱۶)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مصافحہ کے جائز بلکہ سنت ہونے میں کوئی کلام نہیں اس عمل کا مسنون ہونا متفق علیہ ہے او رسلفاً وخلفاً مسلسل اس پر عمل ہوتا رہا ہے سرکاردوعالمﷺ کے مبارک دور سے آج تک یہ عمل باقی وجاری ہے۔

مصافحہ کا وقت مشروع:

جس طرح شریعت نے مصافحہ کا طریقہ بتلایا ہے اسی طرح اس کا وقت مشروع بھی بتلایا ہے لہذا اگر کسی نے شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے خلاف مصافحہ کیا تو وہ مصافحہ شرعاً معتبر نہیں اسی طرح اگر کسی نے اس وقت کے علاوہ اوقات میں مصافحہ کیا جو وقت مصافحہ کے لئے مشروع نہیں تو یہ مصافحہ بھی معتبر نہیں اس وقت اس عمل پر نبوی اور مسنون ہونے کی مہر نہیں لگے گی اس لئے یہ معلوم کر لینا بھی ضروری ہے کہ مصافحہ کا وقت مشروع کونسا ہے تو حضرات محدثین وفقہاء نے روایات کی روشنی میں اس کی تصریح کی ہے کہ مصافحہ کا وقت مشروع ملاقات ہے یعنی جب کسی کی کسی سے ملاقات ہو تو سلام کے بعد مصافحہ کرے لہذا اگر کسی شخص سے ملاقات ہوئی اور ملاقات کے وقت مصافحہ نہیں کیا اور دونوں اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے اس کے بعد مصافحہ کیا تو یہ مصافحہ غیر مشروع وقت میں ہوا لہذا اس کو مسنون مصافحہ نہیں کہیں گے۔

”فإن محل المصافحة المشروعة أول الملاقاة وقد يكون جماعة يتلاقون من غير مصافحة ويتصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة ثم إذا صلوا يتصافحون فأين هذا من السنة المشروعة ولهذا صرح بعض علمائنا بأنها مكروهة من البدع المذمومة، اه، واعلم أن هذه المصافحة مستحبة عند كل لقاء، قال النووى المصافحة سنة مجمع عليها عند التلاقى“ (عون المعبود ۴/۵۲۱)۔

مصافحہ کی ابتداء:

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب ''سنن'' میں حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ جب اہل یمن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمھارے پاس یمن والے آ گئے یہی لوگ سب سے پہلے مصافحہ لے کر آئے، ''وہم أول من جاء بالمصافحۃ'' (ابوداؤد۲/۳۵۲) ظاہر الفاظ حدیث سے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مصافحہ کی ابتداء یمنیوں سے ہوئی لیکن حضرات محدثین فرماتے ہیں اس سے مراد کثرت اور شیوع ہے یعنی کثرت سے مصافحہ اور مصافحہ کو کثرت کے ذریعہ پھیلانے میں یمنیوں کو اولیت حاصل ہے چونکہ روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مصافحہ کا رواج ان سے پہلے صحابہ کرام میں تھا چنانچہ امام بخاری نے اپنی کتاب ''الجامع الصحیح''میں بحوالہ قتادہ حضرت انسؓ ہی کی دوسری روایت نقل کی ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے سوال کیا، کیا مصافحہ کا رواج صحابہ کرام میں تھا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا ہاں (فتح الباری ۱۱/۵۴)۔

اسی طرح امام بخاری وامام مسلم نے حضرت کعب بن مالک کی روایت نقل کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت کعب بن مالک مسجد میں داخل ہوئے اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیزی کے ساتھ حضرت کعب کی طرف بڑھے اور سلام کر کے مصافحہ کیا اور مبارکبادی (عون المعبود ۴/۵۲۲، وبذل المجہود ۵/۳۲۵)۔

کثرت مصافحہ:

ابوداؤد شریف کی روایت سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کثرت سے مصافحہ کرنے

والے یمنی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو جس انداز سے بیان کیا اس میں یمنیوں کی پذیرائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کثرت مصافحہ معیوب و مذموم نہیں بلکہ مستحسن ہے، مصافحہ کو تتمہ سلام کہا گیا ہے لہذا جب کسی کو سلام کیا جائے تو اس سے مصافحہ کرنے پر اجر ملے گا دنیوی واخروی منافع کے تذکرہ کے ضمن میں بھی انشاءاللہ یہ بات آئے گی اور ان منافع کا بھی تقاضا یہی ہے کہ مصافحہ کثرت سے کیا جائے، حضرت ابوذرؓ سے ایک صاحب نے سوال کیا، کیا اللہ کے رسول ﷺ آپ لوگوں سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے تھے حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: "**ما لقیته قط إلا صافحنی**"۔

جب جب ملاقات ہوئی سلام کے بعد آپ نے مصافحہ کیا، اخرجہ ابوداؤد واحمد (اوجز ۱۹۲/۶، عون المعبود ۵۲۲/۴)، بعض لوگ مصافحہ کو طویل سفر سے آمد یا طویل سفر کے لئے روانگی کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن ان حضرات کی یہ تخصیص بلا وجہ ہے روایات وتعامل سلف اس انداز کے تخصیصی اشارات سے خالی ہیں اس لئے سلام کے ساتھ مصافحہ کو جتنا رواج دیا جائے بہتر ہے اس میں ایک سنت کا احیاء اور اس کی ترویج ہے۔

مصافحہ کے منافع دنیویہ:

حضرت رسول کریم ﷺ کا بتلایا ہوا معمول بہا پسندیدہ عمل اور وہ اجر سے خالی ہو، ہو ہی نہیں سکتا، اخروی اجر وثواب کے ساتھ آپ کے بتلائے ہوئے اعمال میں دنیوی منافع بھی ضرور ہوتے ہیں، چنانچہ مصافحہ کے دنیوی منافع میں سب سے اہم نفع یہ ہے کہ اس سے دل کی کدورتیں (غل، حقد، عداوۃ) دور ہوتی ہیں، کینہ، حسد،

بغض وعداوت کو دور کرنے کا یہ نبوی طریقہ ہے۔ارشادفرمایا:"**تصافحوا یذهب الشحناء**" مصافحہ کیا کرواس سے حسد،بغض،عداوت ختم ہوجائے گی،امام مالکؒ نے موطا میں اس روایت کونقل فرمایاہے(اوجز۱۹۲/٦)،اورسینہ کینہ سے اوردل حسد بغض وعداوت سے جب خالی ہوجائے گا تو یقیناً اس میں محبت پیدا ہوگی اورمصافحہ محبت کے پیدا کرنے اوراس میں اضافہ کرنے میں معاون وممد ثابت ہوگا چنانچہ اسی وجہ سے علامہ کرمانی شارح بخاری فرماتے ہیں:"**المصافحة الأخذ بالید وهو مما یولد المحبة**" مصافحہ سے محبت پیداہوتی ہے(عمدۃ القاری۲۵۲/۲۲)۔

مصافحہ سے محبت پیداہوتی ہے:

اسی طرح علامہ منذری فرماتے ہیں:"**وهی ما تثبت الود و تأکد المحبة**" مصافحہ مثبت ومؤکد محبت ہے(عون المعبود۵۲۲/۴)،ایک بارکا واقعہ ہے جب حضرت کعب بن مالک کی توبہ قبول ہوئی تھی نماز کے لئے حضرت کعب مسجد نبوی میں تشریف لائے اللہ کے رسول ﷺ تشریف فرما تھے آپ کی موجودگی میں حضرت طلحہ تیزی کے ساتھ حضرت کعب کی طرف بڑھے،اورسلام کرکے مصافحہ کیااورقبولیت توبہ پرمبارکبادی دی،حضرت کعب بن مالک کو یہ بات زندگی بھریادرہی اورفرماتے تھے کہ میں طلحہ کے مصافحہ کوبھول نہیں سکتا(قالہ المنذری کمافی عون المعبود۵۲۲/۴)۔

مصافحہ کے منافع اخرویہ:

دنیوی منافع کے بعداخروی منافع بھی ذکرکئے جاتے ہیں:

نفع اول(۱):

مصافحہ کی وجہ سے مغفرت کا ہونا:

امام ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ نے بروایت حضرت براء بن عازبؓ یہ حدیث نقل کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا جب دو مسلمان کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے اور دونوں سلام کر کے مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے یا مصافحہ سے فارغ ہونے سے پہلے مغفرت کردی جاتی ہے (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ۷/۵۱۷،عون المعبود شرح ابی داؤد۴/۵۲۱)۔

نفع دوم(۲):

ابن السنی نے بروایت حضرت انسؓ یہی حدیث قدرے تفاوت الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ایسے دو بندے جن کے درمیان صرف اللہ واسطے محبت ہو جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے قبل ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (تحفہ ۷/۵۱۸)۔

نفع سوم(۳):

مصافحہ سے گناہوں کا جھڑنا:

حافظ عبدالعظیم المنذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ امام طبرانی حضرت حذیفہ بن الیمان کی روایت نقل کی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد

فرمایا مؤمن جب مؤمن سے ملتا ہے اور سلام کر کے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑا کرتے ہیں، ''تناثرت خطایاہما کمایتناثر ورق الشجر''۔

نفع چہارم (۴):

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت نقل کی ہے، ''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اور اس سے سلام کے بعد مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح پت جھڑ کے زمانہ میں خشک درختوں سے پتے جھڑا کرتے ہیں اور دونوں کی مغفرت کردی جاتی ہے دونوں کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ اشارہ ہے کثرت کی طرف یعنی بہت زیادہ گناہ ہوں تب بھی معاف ہوجاتے ہیں (تحفۃ الاحوذی ۵۱۸/۷)۔

نفع پنجم (۵):

مصافحہ کے وقت دعاء کی قبولیت:

ابویعلی، بزار، امام احمد نے بروایت انسؓ یہ حدیث نقل کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب دو مسلمان ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو (اللہ کے وعدہ کے مطابق) اللہ پر واجب ہوجاتا ہے کہ ان دونوں کی دعا قبول کرے اور مصافحہ سے فارغ ہونے سے پہلے ان دونوں کی مغفرت کردے (رجال احمد رجال الصحیح) امام احمد کی سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں، اسی

مضمون کی ایک دوسری حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابوامامہؓ ہیں امام طبرانی نے اس حدیث کونقل کیا ہے۔

نفع ششم (٦):

صاحب کنز العمال نے بروایت ابن النجار حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث نقل کی ہے جو مسلمان کسی مسلمان سے اس حال میں مصافحہ کرتا ہے کہ دونوں کا دل ایک دوسرے سے صاف ہوتا ہے کسی کے دل میں کسی کی طرف سے بغض، عداوت، کینہ، حسد جیسے امراض مہلکہ نہیں ہوتے تو دونوں کی مغفرت جدا ہونے سے پہلے کردی جاتی ہے۔

نفع ہفتم (٧):

کنز العمال ہی میں دوسری روایت حضرت براء بن عازت کی ہے فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں اور مصافحہ کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور یہ مصافحہ صرف اللہ واسطے ہوتا ہے تو مصافحہ ختم ہونے سے پہلے اللہ پاک دونوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں (اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ١٩٣/٦)۔

مصافحہ کے وقت کی دعاء:

حضرت انسؓ کی روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مصافحہ کے وقت کی دعاء ضرور قبول ہوتی ہے لہذا اس دعاء کا جاننا بھی ضروری ہے جو مصافحہ کے وقت پڑھی جاتی ہے،

احادیث میں مصافحہ کرتے وقت حمد واستغفار کا تذکرہ ہے، چنانچہ ابن السنی نے حضرت براء بن عازت کی روایت نقل کی ہے جس میں یہ ہے ''جب دو مسلمان ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں یعنی الحمد للہ کہتے ہیں اور دونوں استغفار کرتے ہیں تو اللہ پاک دونوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ اسی وجہ سے صاحب عون المعبود لکھتے ہیں مصافحہ کے وقت حمد واستغفار مستحب ہے یعنی مصافحہ کرنے والا، ''**یغفر الله لنا ولکم**'' کہے اور جب خیریت معلوم ہوجائے تو الحمد للہ کہے، اس طرح حمد واستغفار پر عمل ہوجائے گا، ''**وإنه یستحب عند المصافحة حمد الله تعالی والاستغفار وهو قوله یغفر الله لنا ولکم**'' (عون المعبود ۴/۵۲۱)۔

مصافحہ کے وقت کی نبوی دعاء:

لیکن احادیث وروایات کے دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حمد واستغفار کے علاوہ دوسری دعاؤں میں بھی کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ ابن السنی نے بروایت حضرت انسؓ یہ حدیث نقل کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ جب کسی کا ہاتھ مصافحہ کے لئے پکڑتے تو ''**ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة**'' پڑھے بغیر اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے (عون المعبود ۴/۵۲۱)۔ اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ مصافحہ کے وقت ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ'' بھی پڑھنا چاہئے۔

مصافحہ کے وقت سر خم کرنے کا حکم:

مصافحہ کے وقت سر کو خم کرنا رکوع کے قریب ہوجانا یہ غلط ہے، چنانچہ امام

ترمذی نے بروایت حضرت انسؓ حدیث نقل کی ہے، ایک صاحب نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھک جائے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں (ترمذی ۲/۹۷)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے بھی فتح الباری میں بحوالہ ترمذی اس روایت کو نقل کیا ہے (۱۱/۵۵)، اسی وجہ سے اسلاف میں سے حضرت مولانا فتح محمد صاحب نے خلاصۃ التفاسیر میں اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اس قدر جھکنا کہ قریب برکوع ہو جائے جائز نہیں'' (خلاصۃ التفاسیر ۱/۴۱۹)، اس لئے مصافحہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ یہ مبارک عمل کسی منکر اور غیر شرعی فعل سے آمیز نہ ہو۔

مصافحہ کے بعد ہاتھ چومنا:

اسی طرح مصافحہ کے بعد ہاتھ چومنا بھی غلط ہے لیکن یہ ذہن میں رہے کہ اپنے ہاتھ کی بات ہے اگر جس سے مصافحہ کیا ہے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ عالم متقی ہو یا مرشد واستاذ ہو یا صالح وعادل بادشاہ ہو صحابہ کرام سے اللہ کے رسول ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دینا ثابت ہے، چنانچہ امام ابوداؤد نے کتاب الادب میں مستقل ترجمہ قائم کیا ہے، ''باب فی قبلۃ الید'' اور اس ترجمہ کے تحت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے، '**فدنونا یعنی من النبی ﷺ فقبلنا یده**'' ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا (بذل المجہود شرح ابی داؤد ۲۰/۱۶۱)، اس انداز کی روایت بہت سے محدثین نے نقل کی ہے اسی وجہ سے محدثین وفقہاء نے اس

کی اجازت دی ہے البتہ اپنے ہاتھ کومصافحہ کے بعد چومنا مکروہ ہے، "تقبيل يد نفسه إذا لقي غيره فهو مكروه فلا رخصة فيه" (درمختار۵/۲۴۵)۔

"قال النووى تقبيل يد الرجل لزهده وصلاحه أو علمه أو شرفه أو صيانته أو نحو ذلک من الأمور الدينية لا يكره بل يستحب فإن كان لغناه أو شوكته أو جاهلية عند أهل الدنيا فمكروه شديد الكراهة وقال أبوسعيد المتولى لا يجوز" (فتح الباری۱۱/۵۷)۔

مصافحہ کے بعد ہاتھ سینے پر پھیرنا:

اسی طرح مصافحہ کے بعد ہاتھ کو سینہ پر پھیرنا بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں، اس لئے یہ عمل بھی غلط ہے، ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو اس سے دھوکہ ہوا ہو کہ جس طرح دعاء کے بعد ہاتھ کو چہرہ پر پھیرا جاتا ہے اسی طرح مصافحہ کے بعد بھی ہاتھ کو سینہ پر پھیرنا چاہئے لیکن یہ قیاس غلط ہے اس لئے کہ دعاء کے بارے میں حدیث پاک میں ہے جب بندہ اللہ کے سامنے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتا ہے تو اللہ کو حیا آتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس کردے "إن الله يستحيي أن يردهما صفراً" (ترمذی شریف) اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ دعاء کے بعد چہرہ پر ہاتھ کو پھیر لیا جائے لیکن اس طرح کی کوئی بات مصافحہ کے بارے میں نہیں ملتی۔

عورت وامرد سے مصافحہ کا حکم:

اسی طرح عورت وامرد لڑکے سے مصافحہ کرنا بھی منع ہے جن کو دیکھنا جائز

نہیں ان کو چھونا بھی جائز نہیں چھونے میں فتنہ زیادہ ہے، اس لئے منع کیا گیا ہے، الا یہ کہ عورت بوڑھی غیر مشتہاۃ ہو تو اس سے مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ثابت ہے کہ بوڑھی غیر مشتہاۃ عورتوں سے آپ سلام کرکے مصافحہ کیا کرتے تھے لیکن اگر جوان ہو تب مصافحہ کی ہرگز اجازت نہیں اسی طرح امرد سے بھی ہرگز مصافحہ نہ کیا جائے علامہ عینی شارح بخاری فرماتے ہیں:

"**ویستثنی من عموم الأمربالمصافحة المرأة الاجنبية والأمرد الحسن**" (عمدۃ القاری شرح بخاری ۲۲/۲۵۲)۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کے حوالہ سے صاحب عون المعبود شارح ابی داؤد نے بھی اسی انداز کی بات نقل کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: "**قال الحافظ ويستثنى من عموم الأمر بالمصافحة المرأة الأجنبية والأمرد الحسن**" (عون المعبود ۴/۵۲۱، فتح الباری ۱۲/۵۵)۔

محارم سے مصافحہ کا حکم:

حضرات فقہاء ومحدثین نے جہاں عورتوں سے مصافحہ کی ممانعت فرمائی ہے وہاں اجنبیہ کی قید لگائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر عورت اجنبیہ نہ ہو بلکہ محارم میں سے ہو جیسے ماں، بہن، خالہ، پھوپھی، بیٹی وغیرہا تو ان سے سلام کے بعد مصافحہ میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مطلوب ومستحسن ہے جس طرح ان کو سلام کرنا مطلوب ہے اسی طرح سلام کے بعد مصافحہ بھی کرنا چاہئے۔

عورتوں کا آپس میں مصافحہ کا حکم:

اسی طرح عورتوں کو چاہئے کہ آپس میں جب ایک دوسرے کو سلام کریں تو

مصافحہ کیا کریں جس طرح مرد ایک دوسرے کو سلام کر کے مصافحہ کرتے ہیں اور منافع اخرویہ حاصل کرتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی ان منافع سے فائدہ اٹھانا چاہئے عورتوں کا یہ سمجھنا کہ مصافحہ صرف مردوں کا عمل ہے غلط ہے، البتہ عورتوں میں بھابھیوں کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ شوہر کو سلام کر کے مصافحہ کریں شوہر کے چھوٹے بھائی دیور سے پردہ ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے الحمو الموت فرمایا ہے یعنی دیور موت ہے، لہذا جس طرح جیٹھ شوہر کے بڑے بھائی سے پردہ کرتی ہیں اسی طرح دیور سے بھی پردہ ہے لہذا دیور سے ہرگز مصافحہ نہ کیا کریں۔

بغیر سلام کے صرف مصافحہ کا حکم:

بغیر سلام کے صرف مصافحہ غیر شرعی عمل ہے مصافحہ کو تتمہ سلام قرار دیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے: "**من تمام التحية الأخذ باليد**" یعنی جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرے اور اس کو سلام کرے تو سلام کا تکملہ یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ کر مصافحہ کرے (تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ۷/۵۱۶)۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے بحوالہ امام طبرانی ایک حدیث نقل کی ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا بھی معمول یہی تھا کہ جب تک سلام نہ کرتے مصافحہ نہیں کرتے تھے پہلے سلام پھر مصافحہ بغیر سلام کے مصافحہ نہیں۔

"**وله أي للطبراني في الكبير كان النبي ﷺ إذا لقى أصحابه لم يصافحهم حتى يسلم عليهم**" (فتح الباری ۱۱/۵۹)۔

لہذا اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ پہلے سلام کیا جائے اس کے بعد مصافحہ

کیا جائے۔

غیر مسلموں سے مصافحہ کا حکم:

جس طرح بغیر سلام کے صرف مصافحہ غیر مشروع عمل ہے اسی طرح غیر مسلموں سے مصافحہ بھی غیر مشروع عمل ہے اس لئے کہ سلام کا تتمہ مصافحہ ہے اور غیر مسلم کو ابتداء بالسلام کی اجازت نہیں البتہ مواقع غرض ضرورۃً مستثنی ہیں حدیث پاک میں غیر مسلم کو سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ہے، ''اللہ کے رسول ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا ان کو سلام نہ کرو'' (ابوداؤد ۲/۳۵۱)۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ فرماتے ہیں: ''کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی کافر کو ابتداءً سلام کرے'' (تفسیر مظہری ۲/۲۶۵) اسی طرح امام نوویؒ نے بھی اس کی تصریح کی ہے (کتاب الاذکار/۲۱۶)۔

لیکن اگر سلام نہ کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو ''السلام علیکم'' کے بجائے ''**السلام علی من اتبع الهدی**'' کہے، **لکن فی الشرعیة إذا سلم علی أهل الذمة فلیقل السلام علی من اتبع الهدی**'' (ردالمحتار ۵/۲۶۴) یہی بات ملا علی قاری نے بھی قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھی ہے۔ ''**وحکی القاضی عیاض عن جماعة أنه یجوز ابتدائهم للضرورة والحاجة**'' (مرقاۃ ۴/۵۵۶)۔

لیکن ملا علی قاری شارح مشکوۃ المصابیح کی رائے یہ ہے کہ اصلح یہی ہے کہ سلام نہ کیا جائے اور اسی کو انہوں نے اصح قرار دیا ہے۔

مولانا فتح محمد صاحب لکھنوی کی رائے:

لیکن مولانا فتح محمد صاحب تائب لکھنوی کی رائے یہ ہے کہ مغلوبی اور فتنہ کے زمانے میں کافروں کو خصوصاً صاحب اقتدار و با اثر افراد کو سلام کرنے میں پہل نہ کرنا موجب فتنہ ہے، اس لئے مستحسن یہ ہے کہ ان کو سلام کے لئے انہیں کے الفاظ آداب وغیرہ اختیار کرے (خلاصۃ التفاسیر ۱/۴۲۰)۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی کافر حاکم کے پاس اپنی ضرورت لے کر جائے تو اس وقت اس حاکم کافر کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں، "**بل كان لغرض من الأغراض الصحيحة فلا بأس به الخ، قال فى التاتارخانية لأن النهى عن السلام لتوقيره ولا توقير إذا كان السلام لحاجة**" (ردالمحتار ۵/۲۶۵۔۲۶۴)۔ مزید تفصیلات کے لئے راقم السطور کی کتاب "احب الکلام فی مسئلۃ السلام" (اسلام میں سلام کی اہمیت وحیثیت) کا مطالعہ کریں اس میں سلام سے متعلق تمام تر جزئیات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

کافر کو سلام نہ کرنے کی علتِ غائیہ:

دوسری بات یہ ہے کہ مصافحہ کی جتنی روایتیں ہیں ان سب میں مؤمن یا مسلم کی تصریح ہے یعنی جب مسلمان مسلمان سے ملے، یا مؤمن کی ملاقات مومن سے ہو اور مصافحہ باعث ازدیاد محبت ہے مصافحہ تسلیم قولی تاکید ہے اس سے محبت ومؤدت پیدا ہوتی ہے اور کافر کے بارے میں ارشاد باری ہے: "**لا تتخذوا عدوى وعدوكم أولياء**" میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ جو اللہ کا نہیں وہ اللہ کے بندوں کا کب اپنا ہوسکتا ہے ان پر اعتماد کرنا ہی حماقت ہے، بے ایمان کبھی ایمان دار نہیں ہوسکتا۔ نیز

یہ کہ صراحۃً مصافحہ کی ممانعت بھی حدیث پاک میں موجود ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے: ''**لا تصافحوا الیھود والنصاری**'' یہود ونصاری (غیر مسلموں) سے مصافحہ نہ کرو، امام طبرانی نے اوسط میں اس حدیث کونقل کیا ہے، چونکہ اس میں اعداء اللہ کا احترام ہے اور مسلمانوں کو اللہ کے دشمن کے احترام سے روکا گیا ہے، ''**وفقنا اللہ وجمیع المسلمین لما یحب ویرضی**''۔

نمازعصر وفجر کے بعد مصافحہ کا حکم:

فجر اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کا التزام جیسا کہ بعض فرق ضالہ کے یہاں واجبات دین میں سے ہے، اس کا دین وشریعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس مسئلہ کے بارے میں محدثین نے جو کچھ لکھا ہے اس کی تفصیل نذر قارئین ہے، امام نوویؒ نے کتا الاذکار میں لکھا ہے کہ مصافحہ ملاقات کے وقت مستحب ہے لکن فجر وعصر کے بعد جو مصافحہ کے عادی ہیں شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے (عون المعبود ۵۲۱/۱۴)۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے بھی فتح الباری میں اسی انداز کی بات لکھی ہے اور اس تخصیص کو مکروہ قرار دیا ہے (فتح الباری ۵۵/۱۱) ملاعلی قاری شارح مشکوۃ نے عصر وفجر کے بعد مصافحہ کو بدعت مذمومہ قرار دیا ہے، ''**وإنھا من البدع المذمومة**'' (مرقاۃ ۵۷۵/۴)۔

ملاعلی قاری نے جو فرمایا ہے وہی حق ودرست ہے: ''**والذی قالہ علی القاری ھو الحق والصواب**'' (عون المعبود شرح أبی داؤد ۵۲۱/۱۴)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"إنها بدعة مكروهة لا أصل لها فى الشرع وأنه ينبه فاعلها أولاً ويعزر ثانياً"۔

یعنی عصر وفجر کے بعد مصافحہ بدعت مکروہ ہے اس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے، عصر وفجر کے بعد مصافحہ کرنے والے کو پہلی بار تنبیہ کی جائے اگر مان جائے تو ٹھیک ہے ورنہ دوبارہ اس کی تعزیر کی جائے (اسلام میں سلام کی اہمیت وحیثیت ۱۰۱)۔

نماز کے بعد مصافحہ روافض کا طریقہ ہے:

صاحب تبیین المحارم فرماتے ہیں: نماز کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ صحابہ نے نماز کی ادائیگی کے بعد مصافحہ نہیں کیا، اور یہ روافض کا طریقہ ہے:

"تكره المصافحة بعد أداء الصلوة بكل حال لأن الصحابة رضى الله عنهم ما صافحوا بعد أداء الصلوة ولأنها من سنن الروافض" (رد المحتار ۲۴۴/۵)، ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں کہ فجر وعصر کے بعد مصافحہ بدعت ہے، شریعت میں مصافحہ کا وقت ملاقات ہے لہذا جب کسی سے ملاقات ہو تو سلام کر کے اس سے مصافحہ کرے نماز کے بعد مصافحہ کا محل نہیں ہے لہذا مصافحہ کو شریعت نے جو مقام دیا ہے اس کو اس کے مقام پر رکھا جائے اور جو اس کے خلاف کرے اس کی تعزیر کی جائے چونکہ وہ خلاف سنت کا مرتکب ہے۔

"قال ابن الحاج من المالكية فى المدخل إنها من البدع وموضع المصافحة فى الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا فى إدبار الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذلك

ویزجر فاعله لما أتی به من خلاف السنة'' (شامی ۲۴۴/۵)۔اسی طرح کے اقوال اور بہت سے حضرات محدثین وفقہاء کے ہیں اختصار کی وجہ سے صرف چند اقوال یہاں ذکر کئے گئے ہیں۔

عیدین کے بعد مصافحہ کا حکم:

جس طرح فجر وعصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے اسی طرح عیدین کے بعد مصافحہ کا التزام بھی بدعت ہے چنانچہ صاحب عون المعبود فرماتے ہیں: ''قلت وکذا المصافحة والمعانقة بعد صلوة العیدین من البدع المذمومة المخالفة للشرع'' (عون المعبود شرح ابی داؤد ۵۲۱/۴)۔

اسی طرح عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ ایسی مذموم بدعت ہے جو شریعت کے مخالف ہے، حضرات صحابہ کرام نے کبھی بھی عیدین کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سے مصافحہ نہیں کیا اور نہ دور صحابہ وتابعین میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کا حکم:

صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کسی روایت سے ثابت نہیں، کسی بھی محدث نے ''باب المصافحة بید واحدة'' کے عنوان سے ترجمہ قائم نہیں کیا اور کسی بھی محدث نے مصافحہ کے عنوان کے تحت صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کی روایت نقل نہیں کی اسی وجہ سے ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کے یہاں ''المصافحة بید واحدة سنة'' جزئیہ نہیں ملتا اس کے بجائے یہ ضرور ملتا ہے، ''والسنة أن تکون

المصافحة بكلتا يديه" (ردالمحتار)، وہکذا فی القنیۃ صاحب قنیہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت ہے، علامہ علاؤالدین حصکفی نے بھی قنیہ کے حوالہ سے یہی لکھا ہے "السنة فی المصافحة بكلتا يديه"۔

لہٰذا یہ کہنا بجا ہے کہ حدیث مسلسل بالمصافحۃ جو ہم تک محدثین سے نسلاً بعد نسلٍ وقرناً بعد قرنٍ پہنچی ہے وہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کی ہے، "ولا يذهب عليك أن السنة فی المصافحة أن تكون باليدين كما هو المعروف عن الصحابة والتابعين والمتوارث عن المشائخ أن يلصقا بطن كفی يمينهما ويجعلا بطن كف يساريهما على ظهر كف يمين الآخر هكذا وصل إلينا فی الحديث المسلسل بالمصافحة" (اوجز المسالک شرح مؤطاامام مالک ۶/۱۹۲)۔اوراگرکوئی یہ کہے کہ صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور کسی محدث نے مصافحہ کے عنوان کے تحت صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کی روایت نقل نہیں کی تو وہ حق بجانب ہے اس کی بات قابل قبول ہے اگرچہ بعض منکرین حدیث نے زبردستی دوسرے ابواب کی روایات سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے اور غیر عالم وناخواندہ افراد کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے اس کا تفصیلی تجزیہ آئندہ اوراق میں انشاءاللہ پیش کیا جائے گا۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کا انکار حدیث کا انکار ہے:

حاصل کلام یہ ہے کہ صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کو سنت قرار دے کر دو ہاتھ سے مسنون مصافحہ کو غلط قرار دینا صریح وصحیح حدیث کا انکار ہے اور یہ دن دھاڑے

ڈاکہ کے مترادف ہے قربان جایئے انصاف پرست وحق گوا کابرین ومحدثین پر ترمذی شریف کے شارح صاحب کوکب دری فرماتے ہیں:

ایک ہاتھ سے مصافحہ انگریزوں کا شعار ہے:

"إن المصافحة بید واحدة لما کانت شعار أهل الافرنج وجب ترکه لذلک" (کوکب الدری شرح ترمذی ۱۴۲/۲)۔یعنی ایک ہاتھ سے مصافحہ انگریزوں کا شعار بن چکا ہے لہذا اس کا چھوڑنا واجب ہے اسی طرح کی بات صاحب اعلاء السنن نے بھی لکھی ہے:

ایک ہاتھ سے مصافحہ اہل باطل کا شعار ہے:

"ثم المصافحة بالید الواحدة من شعار أهل الباطل فی زماننا فلا ینبغی التشبه بهم بترک ما هو المتوارث المتعارف بین المسلمین" (اعلاء السنن فی الحدیث النبوی ۴۳۳/۱۷) یعنی ایک ہاتھ سے مصافحہ ہمارے زمانہ میں اہل باطل کا شعار بن چکا ہے لہذا اس طریقہ کو چھوڑ کو جو اہل حق مسلمانوں میں متعارف اور متوارث ہے اہل باطل کی مشابہت اختیار کرنا کسی حال میں مناسب نہیں۔

خلاصۂ کلام:

یہ واقعہ ہے ہر صاحب بصیرت اس کی تصدیق کرتا ہے کوئی بھی انگریز یا ہندو یا مجوسی یا مشرک یا کافر دونوں ہاتھ سے مصافحہ نہیں کرتا صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں، اور ایک ہاتھ سے مصافحہ ان کا شعار بن چکا ہے اب اگر کوئی مسلمان

صرف ایک ہاتھ سے بلاضرورت شرعیہ یاطبعیہ مصافحہ کرتا ہے تو یقیناً اہل باطل وکفار کی مشابہت اس عمل میں لازم آئے گی، حالانکہ تشبہ کے مسئلہ میں اسلام کی ہدایات انتہائی سخت ہیں، تشبہ بالاغیار کی ممانعت ضابطہ وکلیہ کی صورت میں اس ارشادنبوی میں موجود ہے:"من تشبه بقوم فهو منهم".

تشبہ بالاغیار کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انجام کے اعتبار سے اسی قوم میں شمار ہوگا (ابوداؤد)، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ بھی اعمال میں اس بات پر گہری نظر رکھتے تھے کہ اہل باطل واغیار کی مشابہت تو اس میں نہیں ہے۔ ایک بار حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کو ایک ولیمہ میں بلایا گیا آپ نے پہنچ کر دیکھا کہ اسمیں کچھ عجمی رسمیں ادا کی جارہی ہیں آپ فوراً واپس آگئے اور فرمایا"من تشبه بقوم فهو منهم" (اقتضاء الصراط المستقیم"۔

تشبہ سے بچنے کی ہدایت:

امام احمد بن حنبل جوفقیہ وامام کے ساتھ زبردست محدث ہیں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے گدی کے بال منڈوانے سے منع فرماتے تھےاور کہتے تھے کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے:"من تشبه بقوم فهو منهم"، اسی حدیث کے تحت حضرت حسنؓ فرمایا کرتے تھے:"قلما تشبّه رجل بقوم إلا كان منهم" بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوم کی مشابہت اختیار کی جائے اور دوسرے اعمال میں اس کی اتباع

نہ ہوانجام کار کے اعتبار سے وہ اسی قوم کا ہوجاتا ہے اسی وجہ سے خطاب بن معلّی مخزومی نے اپنے صاحبزادے کونصیحت کی تھی "تشبه بأهل العقل تكن منهم وتصنع الشرف تدركه" (روضۃ العقلاء لابن حبان) داناؤں کی مشابہت اختیار کرو انہی میں سے ہوجاؤگے، اور بناوٹ سے بھی شرف کی طرف جھکوگے تو شرافت حاصل کرلوگے۔

فتشبهوا إن لم تكونوا مثلهم
إن التشبه بالكرام فلاح

اے لوگو! کریموں کی مشابہت اختیار کرو اگرتم ان جیسے نہیں ہو چونکہ کرام کی مشابہت پیدا کرلینا ہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرت عمر کا عربوں کے نام مکتوب

حضرت نبی اکرم ﷺ کے قریب ترین اور معتمد خاص ومزاج شناس صحابی حضرت عمر فاروقؓ نے اسی وجہ سے آذربائیجان کی عرب رعایا کے نام ان الفاظ میں ہدایات جاری کیں:

"أما بعد فاتزرا وارتددوا وانتعلوا وادموا بالخفاف والقوا السراويلات عليكم بلباس أبيكم إسماعيل وإياكم والتنعم وذى العجم وعليكم بالشمس فإنها حمام العرب وتمنعوا طفلاً واخشوشنوا واخلو لقوا واقطعوا الركب و ادموا الاغراض اونزوا" (کنزالعمال)۔

غور فرمایئے کس قدر قوت کے ساتھ قومی واسلامی روایات سے ہم رشتہ

رہنے کی تلقین فرمائی ہے، اے لوگو! ازار وچادر استعمال کرو، چپل پہنو، خفاف ترک کردو، پاجاموں کے پابند نہ بنو، اپنے جداعلی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کا لباس اپنے لئے ضروری سمجھو، اور خبردار تنعم اور عجمیوں کی ہیئت ومشابہت اختیار نہ کرنا، حمام کی ضرورت ہوتو دھوپ کو کافی سمجھو یہی عرب کا حمام ہے۔ طفلانہ شوخی اختیار نہ کرو، کھردار کپڑا پہنو، پھٹے پرانے سے پرہیز نہ کرو، سواری کرتے رہو، نشانہ بازی کو شعار بناؤ، کود پھاند بھاگ دوڑ جاری رکھو۔

دور فاروقی میں جب ملک عجم کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور عجمیوں کا اختلاط عربوں سے بڑھنے لگا تو تحفظ حدود وشعائر کا اہتمام کیا گیا، کیونکہ بہت سے عربوں کا اپنی خالص اور سادہ عربیت کو چھوڑ کو عجمیوں کی نظر فریب معاشرت کا شکار ہوجانا بعید نہ تھا، عہد فاروقی میں حضرت فاروق اعظمؓ کے قلم سے نکلی ہوئی ہدایات کے چند اقتباسات ملاحظہ فرما چکے۔

قوم مسلم کو اپنی شناخت کی حفاظت بھی ضروری ہے:

اس سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ قوموں کی باہمی پہچان وتمیز بھی اسلامی مقاصد میں سے ہے اور یہ محض اس لئے تاکہ ہر قوم اپنی قومیت پر باقی رہے اور اس طرح ہر قوم کی حق یا باطل خصوصیات دیکھیں جاسکیں اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ کفار واغیار کی ظاہری یا باطنی مشابہت پر گہری نظر رکھیں اور ان اعمال سے مکمل پرہیز کریں جو ان کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے والے ہوں تاکہ اسلام اپنے پورے تشخصات سے جانا وپہچانا جاسکے اور اغیار کی ہر قسم کی

آمیزش سے اسلام محفوظ رہ سکے۔

إذا كان رب البيت بالطبل ضارياً

فلا تلم الأولاد فيه على الرقص

خلاصۂ کلام:

حاصل کلام یہ ہے کہ صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کو ضروری سمجھنا اور عملاً اس پر اصرار کرنا بالکل غلط ہے بلکہ مشابہت بالاغیار کی وجہ سے یہ واجب الترک ہے البتہ کسی عذر کی وجہ سے کبھی کبھار ایک ہاتھ سے مصافحہ میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کا عادی ہونا روح شریعت کے خلاف اور احادیث صریحہ کی مخالفت بلکہ اس سے بغاوت کے مترادف ہے "**اللهم احفظنا واحفظ جميع المسلمين منها**".

مصافحہ کا مسنون طریقہ:

مصافحہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سے بغیر کسی حائل کے ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ کیا جائے اور ابہام کو پکڑ کر قدرے دبائے چونکہ اس میں ایک رگ ہوتی ہے جس سے محبت پیدا ہوتی ہے اس طرح غیر محسوس انداز میں مصافحہ کے منافع میں سے ایک نفع "**أن يولد المحبة**" تولید محبت وجود میں آتا ہے۔

"**والسنة أن تكون بكلتا يديه وبغير حائل من ثوب أو غيره . وعند اللقاء بعد السلام وأن يأخذ الإبهام فإن فيه عرقاً ينبت المحبة كذا جاء في الحديث**" (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ٦/١٩٢٧)۔

دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل:

اس سے قبل کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے ثبوت پر دلائل بیان کئے جائیں اصولی طور پر چند باتوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اصولی گفتگو:

(۱) حضرات محدثین تخریج روایت سے قبل روایت کے مناسب عنوان قائم کرتے ہیں جس کو محدثین کی اصطلاح میں ترجمۃ الباب کہتے ہیں، ترجمۃ الباب مستقل ایک فن ہے اس سے محدث کی ذہنی ذکاوت و فطانت کے ساتھ روایت میں موجود مسئلہ کے بارے میں محدث کے رجحان کا بھی اندازہ لگ جاتا ہے اور یہ ترجمہ آنے والی روایات کا ترجمان ہوا کرتا ہے، ترجمۃ الباب کے مسئلہ میں امام بخاریؒ کو ''سباق الغایات'' کہا گیا ہے، یعنی اس میدان میں امام بخاریؒ شہسوار ہی نہیں بلکہ ان کو سابقیت واولیت کا درجہ حاصل ہے، امام بخاری کی ذکاوت اور فقہی مسائل میں رجحان کا پتہ ان کے تراجم سے لگ جاتا ہے۔

''فقہ البخاری فی تراجمہ'':

(۲) ترجمۃ الباب پر روایت کا انطباق۔ یہ کام بھی انتہائی اہم ہے خصوصاً امام بخاری کے تراجم پر روایات کا انطباق انتہائی مشکل کام ہوتا ہے، اس کا اندازہ ان حضرات کو ہے جو بخاری شریف کا درس دیتے ہیں، اساتذہ حدیث بھی اس سے واقف ہیں اسی وجہ سے ''الابواب والتراجم'' کے نام سے مستقل ترجمۃ الباب ہی پر کتابیں ہیں

اس نزاکت کو سمجھتے ہوئے ترجمۃ الباب سے صرف نظر کرنا اور امام بخاری کے اسلوب وانداز سے نگاہ بچا کر بات کہہ دینا بخاری اور امام بخاری کے ساتھ بددیانتی ہے۔

مصافحہ کے باب میں چار الفاظ کا استعمال:

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ مصافحہ کے باب میں چار طرح کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں (۱) ید، (۲) ایدی، (۳) کف (۴) اکف، یداور ایدی کے معنی ہاتھ کے ہیں لیکن ید واحد اور ایدی جمع ہے مگر جمع کی جگہ ید کا استعمال بھی کثرت سے ہے اس لئے کہ ید جنس ہے اور جنس کا اطلاق جہاں قلیل پر ہوتا ہے اسی طرح کثیر پر بھی ہوتا ہے لہذا ایک ہاتھ پر جس طرح ید کا اطلاق ہوگا دو ہاتھ پر بھی ید کا اطلاق ہوگا اور ید سے جس طرح ایک ہاتھ مراد لے سکتے ہیں اسی طرح دونوں ہاتھ بھی مراد لے سکتے ہیں باقی ایدی تو جمع ہے اور ایدی جمع ہونے کی بنیاد پر دو پر علی الاقل بولا ہی جائے گا۔ چار پر بھی اس کا اطلاق ہوگا خود صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا مبارکپوری نے بھی تشریح روایت کے ضمن میں متعدد جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ یہاں پر ید سے مراد جنس سے وحدت نہیں، چنانچہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد ٦ صفحہ ۳۵۰ پر حدیث پاک "**وفی یدہ کتابان**" کے تحت لکھتے ہیں، "**المراد بالید الجنس**" اسی طرح کف اور اکف کے معنی ہتھیلی کے ہیں کف واحد ہے اور اکف جمع ہے لیکن بطور جنس کے بھی کف کا استعمال ہوتا ہے یہ ایسی علمی وفنی باتیں ہیں جن کا انکار علم وفن سے جہالت کے مترادف ہے۔ اور جن سے صرف نظر کر کے یا نگاہ بچا کر کچھ کہنا علم کی راہ میں قطع طریق کے مترادف ہے۔

ید سے مراد جنس ہے:

البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ بہت سی جگہوں پر ''ید'' سے مراد ہمارے محدثین حتی کہ خود منکرین حدیث بھی جنس لیتے ہیں تو وہ قابل قبول ہے اور مصافحہ کے باب میں صریح روایات کی روشنی میں جب محدثین بلکہ کبار محدثین یہ فرماتے ہیں کہ یہاں ''ید'' سے مراد جنس ہے تو یہ قابل قبول کیوں نہیں؟

امام بخاری کا ترجمہ باب المصافحہ کا مطلب:

امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے ''باب المصافحۃ'' محدثین فرماتے ہیں اس ترجمہ سے مقصود مصافحہ کی مشروعیت کو بیان کرنا ہے ''**أی هذا فی بیان مشروعیة المصافحة**''، عینی شرح بخاری (۲۲/۲۵۲) بعض حضرات محدثین کی رائے یہ ہے کہ مصافحہ کے معنی کا بیان مقصود ہے، ''**إن الترجمة الأولی لبیان معنی المصافحة**'' الخ، (لامع الدراری شرح بخاری ۱۰/ ۲۷)، اور ان حضرات پر رد مقصود ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ مصافحہ ''صفح'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی تجاوز کے ہیں ''**والغرض منه الرد علی من قال فی معنی المصافحة أنه من الصفح وهو التجاوز**'' (لامع ۱۰/ ۲۸)۔

امام بخاری کا حدیث عبداللہ ابن مسعود کے ذکر کا مطلب:

اس ترجمہ کے بعد امام بخاری نے مصافحہ کے اثبات میں چند روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو سب سے پہلے ان الفاظ کے

ساتھ نقل فرمایا ہے جو جزو ترجمہ ہے "وقال ابن مسعودؓ علمنی رسول الله ﷺ التشهد وکفی بین کفیه"، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی اس حال میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، اس تعلیق کا انطباق اور اس کی مناسبت ترجمۃ الباب سے ظاہر وباہر ہے محتاج بیان نہیں، "مناسبة هذا التعليق للترجمة ظاهرة" (عمدۃ القاری شرح بخاری ۲۲/۲۵۴)۔

حضرات محدثین فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری نے مسئلہ مصافحہ کے تحت حدیث عبداللہ بن مسعود تعلیقا ذکر کر کے استشہاد بالجنس پر اکتفاء کیا ہے اگرچہ موقع استشہاد بالنوع کا تھا چونکہ امام بخاری کے شرائط کے مطابق عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے علاوہ کوئی دوسری روایت نہیں تھی۔

حدیث عبداللہ ابن مسعود میں جو مصافحہ ہے وہ عندالتعلیم ہے عندالتسلیم نہیں:

اگرچہ حدیث عبداللہ بن مسعود میں جس مصافحہ کا تذکرہ ہے وہ عندالتعلیم ہے عندالتسلیم نہیں اور تعلیم وتسلیم کے درمیان فرق محتاج بیان نہیں، "ولما لم يكن في ذلک عند المصنف (أی الإمام البخاری) حديث على شرطه أخرج حديث ابن مسعود في التشهد فاكتفى عن الاستشهاد على النوع بالاستشهاد على الجنس فإن التصافح في حديثه كان عند التعليم دون التسليم و هذا غير ذلک" (فیض الباری شرح بخاری ۴/۴۱۱)۔

امام بخاری کا حدیث عبداللہ ابن مسعود کے ذکر کا مقصد:

بایں ہمہ امام بخاری کا حدیث عبداللہ بن مسعود سے استدلال جہاں استشہاد بالجنس کے نکتہ کی مؤید ہے وہیں اس بات کی بھی غماز ہے کہ ان کے پیش نظر دراصل اللہ کے رسول ﷺ کا عمل ہے اور یہ بات بہت واضح ہے کہ آپ ﷺ نے صرف ایک ہاتھ نہیں بڑھایا بلکہ اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے، ”بین كفيه“۔

”ثم التصافح باليدين حديث مرفوع أيضاً كما فى الأدب المفرد وأراد المدرسون أن يستدلوا عليه من حديث ابن مسعود هذا فقالوا إما كون التصافح فيه باليدين من جهة النبى ﷺ فالحديث نص فيه“ (فیض الباری)۔

یہ بات بہت عجیب سی ہے ہر باشعور سمجھ سکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے تو دونوں دست مبارک دراز ہوں اور صحابی رسول عبد اللہ ابن مسعودؓ صرف ایک ہاتھ بڑھائیں ایسا ممکن ہی نہیں، ہاں البتہ ممکن ہے کہ راوی نے اختصارا صرف ایک ہی ہاتھ کا تذکرہ کیا ہو چونکہ اس سے کوئی غرض وابستہ بھی نہیں ہے اور اس انداز کا تصرف اور تعبیرات کا تفاوت رواۃ کے یہاں شائع وذائع ہے محتاج ذکر نہیں۔

”وأما كونه كذلک من جهة ابن مسعود فالراوى وإن اكتفى بذكر يده الواحدة إلا أن المرجو منه أنه لم يكن ليصافحه بيده الواحدة والنبى قد صافحه بيديه الكريمتين فإنه يستبعد من مثله أن لايبسط يديه للنبى ﷺ وقد يكون النبى ﷺ بسط له يديه غير أن الراوى لم

يذكره لعدم كون غرضه متعلقاً بذلک ولا ريب أن الرواة يختلفون فى التعبيرات فيخرجون عباراتهم على الاعتبارات"(فیض الباری ۴/۴۱۱)۔

کفی بین کفیہ میں زیادہ افتخار ہے:

نیز یہ کہ اس انداز بیان میں جس قدر افتخار ہے کہ "كفى بين كفيه" یہ افتخار کف رسول اللہ ﷺ بین کفی ابن مسعودؓ میں نہیں ہے یعنی اس جملہ میں جس قدر عزت افزائی ہے کہ میرا ہاتھ سرکار دوعالم کے دونوں دست مبارک میں تھا وہ عزت افزائی اس میں نہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ کا دست مبارک میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔

"والأوجه عند هذا العبد الضعيف أن الافتخار بكون كف ابن مسعود بين كفى رسول الله ﷺ أكثر وأشد من ذكر كون رسول الله بين كفى ابن مسعود"(مع الدراری ۱۰/۲۹)۔

خلاصۂ کلام:

الغرض اس روایت سے صراحۃً اتنی بات ثابت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دونوں ہاتھ بڑھائے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ آپ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہو اور آپ ﷺ کی اقتداء کا تقاضا یہ ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے کیا جائے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ سے صراحۃً دونوں ہاتھ کا بڑھانا ثابت ہے۔ "بين كفيه" پھر فعل صحابی کی ضرورت کہاں باقی رہ جاتی ہے۔ جستجو، فعل صحابی کا حکم اس وقت ہے جب صراحۃً فعل نبی نہ ہو یا افعال نبی میں تعارض ہو اس وقت مرجحات کو تلاش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

''وفی تقریر مولانا محمد حسن المکی، فما ظنک بابن مسعود یصافح النبی ﷺ بید واحدة وهو یصافحه بیدیه، لکن الراوی لم یذکره إما اعتماداً علی ظهوره أو اعتماداً علی أن المصافحة بالیدین توخذ من فعل النبی ﷺ حیث صافح بیدیه فینبغی لکل واحد منا أن یصافح بیدیه اقتداء بفضله علیه الصلوة والسلام فلا حاجة إلی بیان فعل الصحابی إذا ثبت فعله علیه الصلوة والسلام اه''(تعلیق لامع الدراری شرح بخاری ۱۰/۶۹)۔

امام بخاری کا دوسرا ترجمہ:

''باب المصافحۃ'' کے بعد امام بخاری نے دوسرا ترجمہ قائم فرمایا ''باب الأخذ بالیدین'' ترجمہ کے انہی الفاظ کے راوی اکثر رواۃ ہیں البتہ صرف روایت ابی ذرعن الحموی والمستملی میں ''بالیدین'' کے بجائے ''بالید'' مفرداً ہے(فتح الباری ۱۱/۵۶،عمدۃ القاری ۲۲/۲۵۳)۔

دوسرے ترجمہ سے امام بخاری کا مقصد:

حضرات محدثین فرماتے ہیں اس دوسرے ترجمہ سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہے، نیز ان حضرات پر رد کرنا مقصود ہے، جوصرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کے قائل ہیں:

''وأما الغرض من الترجمة الثانیة هو بیان کیفیة المصافحة أنها بالیدین و علی هذا فالغرض من الترجمة الثانیة الرد علی من قال المصافحة بید واحدة'' (حاشیہ لامع الدراری شرح بخاری ۱۶۸)۔

امام بخاری کا عبداللہ ابن مبارک کا اثر نقل کرنے کا مقصد:

اس دوسرے ترجمہ کے تحت امام بخاریؒ نے تعلیقات حضرت عبد اللہ بن مبارک وحماد بن زید کا اثر نقل فرمایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "**وصافح حماد بن زید ابن المبارک بید یہ**"۔ حضرت حماد بن زید نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا، عبداللہ بن مبارک بڑے ائمہ میں سے ایک ہیں اس کے ساتھ کبار محدثین وفقہاء میں ان کا شمار ہے۔ اس اثر کو غنجار نے تاریخ بخاری میں موصولاً نقل کیا ہے، اسی طرح امام بخاری نے بھی اپنی کتاب "التاریخ" میں اس اثر کو نقل فرمایا ہے، اس میں اس کی بھی تصریح ہے کہ عبداللہ بن مبارک کی ملاقات حماد بن زید سے مکہ مکرمہ میں ہوئی (فتح الباری ۱۱/۶۵، عمدۃ القاری ۲۲/۳۵۲، لامع الدراری ۱۰/۶۸)۔

امام بخاری کی تخریج حدیث سے دو ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہوتا ہے:

اس کے بعد امام بخاری نے ترجمۃ الباب کی مناسبت سے اثر عبداللہ بن مبارک کی متابعت میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث تشہد کی تخریج کی ہے اس طویل حدیث کا یہ جملہ "**و کفی بین کفیه**" میرا ہاتھ اللہ کے رسول ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا محل استشہاد ہے اور اس جملہ سے امام بخاری مصافحہ بالیدین یعنی دونوں ہاتھ سے مصافحہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، اسی وجہ سے "**باب الاخذ بالیدین**" کے تحت اس حدیث کی تخریج کی ہے ورنہ اس سے قبل کتاب الصلوۃ میں امام بخاری تین مقامات پر مختلف تراجم کے تحت اس روایت کو نقل فرما چکے ہیں، ہر باشعور ذی علم

اس کو سمجھتا ہے کہ مصافحہ کے عنوان کے تحت پھر اس روایت کو نقل کرنا صرف اس بات کی تائید میں ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہے چنانچہ علامہ عینی شارح بخاری حدیث عبداللہ بن مسعودؓ کی تخریج کے بعد لکھتے ہیں: "**مطابقة للترجمة فى قوله وكفى بين كفيه وهو الأخذ باليدين**" (عینی ۲۲/۳۵۲)۔

خلاصۂ کلام:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور اثر عبداللہ بن مبارک کے بعد مزید روایات کی کوئی ضرورت نہیں چونکہ ابطال سلب کلی کے لئے اثبات جزئی کافی ہے، منکرین حدیث تو یہ کہتے ہیں کہ دو ہاتھ سے مصافحہ خلاف سنت بلکہ بدعت غیر ثابت بالسنہ ہے، ان کی انصاف بیں نظر کے لئے دو روایتیں کافی ہیں اس کے بعد حق گوئی کا تقاضا یہ ہے کہ منکرین حدیث اپنے قول سے رجوع کرلیں لیکن وہ تو متبع نفس ہیں متبع حدیث ہوتے تو فوراً اس حدیث پر بھی عمل شروع کردیتے لیکن یہ جو کچھ لکھا گیا ہے احیاء سنت واحقاق حق کے ساتھ اس لئے تاکہ صحیح راہ وصحیح سمت چلنے والے بھولے بھالے مسلمانوں کو منکرین حدیث دھوکہ دے کر صراط مستقیم سے نہ ہٹا سکیں، اور سنت پر عمل کرنے والے بصیرت کے ساتھ سنت پر عمل پیرا رہیں، "**والله يهدى من يشاء إلى صراط مستقيم، ويجتبى إليه من يشاء ويهدى إليه من ينيب**"۔

ان مذکورہ بالا دونوں روایتوں کے علاوہ دو ہاتھ سے مصافحہ کی مرفوع روایت امام بخاری کی "الادب المفرد" میں بھی ہے "**ثم للتصافح باليدين حديث مرفوع أيضاً كما فى الأدب المفرد**" (فیض الباری ۴/۴۱۱)۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی سنیت تیسری دلیل:

(۳)"عن عبد الرحمن بن رزين قال مررنا بالربذة فقيل لنا ههنا سلمة بن الأكوع فأتيته فسلمنا عليه فأخرج يديه فقال بايعت بهاتين نبی الله ﷺ فقمنا إليه فقبلناها" (الادب المفرد للامام البخاری، او جز ۶/ ۱۹۳)۔

عبدالرحمٰن بن رزین سے مروی ہے کہ ہمارا گذر مقام ربذہ سے ہوا ہمیں یہ بتلایا گیا کہ ربذہ میں صحابی رسول ﷺ حضرت سلمہ بن الاکوع رہتے ہیں ہم زیارت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے قریب پہنچ کر ہم نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کے لئے اپنے دونوں ہاتھ نکالے "**فاخرج يديه**" مصافحہ سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے دوران گفتگو حضرت سلمہ نے بتلایا ان ہاتھوں سے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کی ہے یہ سن کر ہم کھڑے ہوئے اور استبرا کا آپ کے ہاتھوں کا بوسہ دیا، اس روایت میں بھی یدین کی صراحت ہے "**فاخرج يديه**".

امام بخاری نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کی کوئی روایت ذکر نہیں کی:

الحاصل امام بخاری نے بخاری شریف یا "الادب المفرد" یا التاریخ، میں دو ہاتھ سے مصافحہ والی روایتیں وآثار تو نقل فرمائے ہیں لیکن صرف ایک ہاتھ سے متعلق کوئی روایت یا اثر نقل نہیں فرمایا یہ اس بات کی طرف مشیر ہے کہ صحابہ وتابعین میں بھی رائج ومعروف طریقہ مصافحہ کا دونوں ہاتھ سے تھا، صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا رواج نہیں تھا لیکن یہ لطیف بات بھی اہل حق وانصاف پسند ذی علم ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو

صرف آنکھ میں دھول جھونک کر اپنا مقصد پورا کرنا ہو ان کی سمجھ میں کہاں سے آئے گا،
"ثم ذكر البخاری باب الأخذ باليدين على رواية جمهور رواة البخاری وذکر فيه صافح حماد بن زيد بن المبارک بيديه اشارة إلى ذلک هو المعروف بين الصحابة والتابعين ولم يذکر للمصافحة باليد الواحدة رواية ولا أثراً" (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ۶/۱۹۳)۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی سنیت کی چوتھی دلیل:

(۴) دو ہاتھ سے مصافحہ کی چوتھی روایت امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں حضرت سلمہ بن الاکوع کا جو اقعہ نقل فرمایا ہے اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے "مسند" میں بھی اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے "فأخرج لنا كفا ضخمة فقمنا إليه فقبلنا كفيه جميعا"۔ اس روایت میں بھی "کفیہ" صیغۂ تثنیہ اس پر دال ہے کہ حضرت سلمہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے مصافحہ دونوں ہاتھ سے کیا اگر صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے تو صرف ایک ہی ہاتھ بابرکت ہوتا، اور ایک ہی ہاتھ کو استبرا کا بوسہ دیتے لیکن حضرت سلمہ نے بھی دونوں ہاتھ نکالے اور بوسہ دونوں ہاتھ کو دیا گیا۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

ممکن ہے بعض حضرات کو یہ شبہ ہو کہ دونوں ہاتھ کا بڑھانا بیعت کے وقت ہوا اور بیعت و مصافحہ میں فرق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو طریقہ مصافحہ کا ہے وہی طریقہ

بیعت کا بھی ہے، یعنی جس طرح مصافحہ دونوں ہاتھ سے کیا جاتا ہے اسی طرح بیعت بھی دونوں ہاتھ سے ہوتی ہے۔ "**لا يقال إنها فی البيعة لأن المعروف فيها أيضاً المصافحة**" (اوجز المسالک)۔

چنانچہ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جہاں بیعت نسواں کا تذکرہ ہے اس کے تحت یہ الفاظ مصرح ہیں، "**قلنا يا رسول الله ﷺ ألا تصافحنا قال إنی لأصافح النساء (أخرجه الترمذی والنسائی عن أميمة بنت رقيقة**" (أوجز)، یعنی عورتوں نے بیعت کے وقت یہ کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم سے مصافہ نہیں کریں گے، جس طرح آپ مردوں کو بیعت کرتے وقت ان سے مصافحہ کرتے ہیں، یعنی مردوں کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافہ نہیں کرتا، اسی طرح روایت اسماءؓ میں اس کی تصریح ہے۔

"**انی لا أصافحکن ولکن أخذ عليکن ما أخذ الله**" میں بیعت کے وقت تم (عورتوں) سے مصافحہ نہیں کروں گا، ہاں البتہ وہ عہد لوں گا جو اللہ نے لیا ہے، ان روایات سے یہ بات بے غبار ہوگئی کہ بیعت کے وقت دست پر دست کا جو رائج طریقہ ہے اس پر مصافحہ کا اطلاق درست ہے، لہٰذا بیعت کے وقت دو ہاتھ جہاں ثابت ہے وہاں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ اس سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہوتا ہے۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی سنیت کی پانچویں دلیل:

(۵) دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے ثبوت کی پانچویں حدیث "**عن الوزاع بن عامر قال قدمنا فقيل ذاک رسول الله ﷺ فأخذنا بيديه و رجليه**

نقبلها'' (أخرجہ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ،أوجز المسالک)۔

حضرت وزاع بن عامر راوی ہیں کہ مدینہ طیبہ ہماری حاضری ہوئی تو ہمیں یہ بتلایا گیا کہ آپ ہی اللہ کے رسول ﷺ ہیں ہم نے آپ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا دونوں ہاتھ کے بوسہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ مصافحہ بھی دونوں ہاتھ سے آپ نے کیا اس لئے کہ مصافحہ کے بعد ہی فوراً یا مصافحہ کے ساتھ ہاتھ کو بوسہ دیا جاتا ہے یقیناً آنے والے حضرات نے پہلے سلام کیا ہوگا پھر مصافحہ اور اسی کے ساتھ ہاتھوں کو بوسہ دیا اور یہ ایسی بدیہی بات ہے کہ ہر باشعور اس کو سمجھ سکتا ہے۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی سنیت کی چھٹی دلیل:

(٦) دونوں ہاتھ سے مصافحہ کی چھٹی دلیل حدیث انسؓ ہے جس کی تخریج نور الدین الہیثمی نے مجمع الزوائد میں کی ہے نیز امام احمد بن حنبل، امام بزار، ابویعلی نے بھی اس کی تخریج کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

''**إن النبی ﷺ قال ما من مسلم التقیا أخذ أحدهما بید صاحبه إلا کان حقا علی الله عزوجل أن یحضر دعائهما ولا یفرق بین أیدیهما حتی یغفر لهما**''(اوجز)۔

اس روایت کا یہ جملہ ''ایدیہما'' جو ید کی جمع ہے جس کی نسبت ''ہما'' ضمیر کی طرف کی گئی ہے جس سے مراد مصافحہ کرنے والے دو فرد ہیں اس بات پر صراحةً وال ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہونا چاہئے اگر مصافحہ کے لئے ہر ایک کا صرف ایک ہاتھ مراد لیا جائے تو پھر ''ایدی'' جمع کے صیغہ کی اضافت جو ''ہما'' ضمیر تثنیہ کی طرف

ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اگر ہر ایک کے دونوں ہاتھ مراد نہ لیے جائیں تو پھر صیغۂ جمع اور اس کی اضافت بے سود ہے پھر تو یہ ''یدہما'' ہونا چاہئے تب جا کر منکرین حدیث کی بات بن سکتی ہے، نیز اس سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ ''بید صاحبہ'' میں ''ید'' سے مراد جنس ہے وحدت نہیں اور اس کی دلیل ''ایدی'' کا ترتب ہے ''ید'' پر اور یہ ترتب اسی وقت درست ہوگا جب ''ید'' سے مراد ''بید صاحبہ'' میں جنس لیا جائے جس کا اطلاق قلیل وکثیر دونوں پر ہوتا ہے، لیکن ''أیدیہما'' اس کی دلیل ہے کہ ''ید'' سے مراد کثیر ہے قلیل نہیں۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کی سنیت کی ساتویں دلیل:

(۷) ساتویں حدیث حضرت ابوامامہؓ کی ہے جس کی تخریج امام طبرانی نے کی ہے الفاظ حدیث یہ ہیں

''إن رسول الله ﷺ قال إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما''۔

اس حدیث پاک کا یہ جملہ ''أکفہما'' اس بات کی دلیل ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے ہونا چاہئے، اس لئے کہ ''اکف'' کف کی جمع ہے اور جمع کی اضافت ضمیر تثنیہ ''ہما'' کی طرف کی گئی، اور اس پر گفتگو بھی حدیث (٦) کے تحت آ چکی ہے۔

آٹھویں دلیل:

((۸) آٹھویں حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ہے جس کو صاحب کنز

العمال نے نقل فرمایا ہے:

”عن ابن عمر من صافح أخاه المسلم ليس فى صدر أحدهما على صاحبه أحنة لم يتفرق أيديهما حتى يغفر الله لهما“ (الحدیث)، اس حدیث میں ”ایدی“ کا لفظ ہے جو ”ید“ کی جمع ہے۔

نویں دلیل:

(۹) نویں حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ہے اور اس کو بھی صاحب کنز العمال نے نقل کیا ہے جو بطریق ابن النجار ہے اور اس میں بھی ”ایدی“ جمع کا صیغہ ہے۔

دسویں دلیل:

(۱۰) دسویں حدیث حضرت براء بن عازبؓ کی ہے اور یہ بھی کنز العمال میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

”عن البراء قال أخذ بيدى رسول الله ﷺ وقال ما من مؤمنين يلتقيان فيأخذ كل واحد منهما بيد أخيه لا يأخذ إلا لمودة فى الله فتفترق أيديهما حتى يغفر لهما“ اس روایت میں بھی ”ایدی“ جمع کا صیغہ ہے۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کے سلسلہ میں صرف دس روایتوں پر اکتفاء کرتا ہوں چونکہ ماننے والے کے لئے ایک حدیث بھی کافی ہے اور جو حدیث کے انکار کے درپے ہوا سکے لئے پورا دفتر بیکار ہے۔

خلاصۂ کلام:

مذکورہ بالا روایات سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہئے اور یہی مسنون طریقہ ہے اور صحابہ وتابعین واسلاف کا یہی عمل رہا ہے اور یہی طریقہ متوارث ہے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جہاں مصافحہ سے متعلق روایات میں ''ید'' کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ید واحد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد جنس ہے اور اس کی دلیل احادیث کثیرہ میں ''ید'' واحد کے ساتھ ''ایدی'' صیغۂ جمع کا استعمال ہے، البتہ کسی روایت میں صراحۃ بالید الواحد یا بید واحدۃ کے الفاظ نہیں ہیں جس کے معنی ایک ہاتھ کے ہیں ''**من ادعی ذلک فعلیه البیان**''.

ایک شبہ اور اس کا جواب:

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو کہ بعض روایتوں میں صرف یمین کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصافحہ صرف داہنے ہاتھ سے ہونا چاہئے اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایتوں میں صرف یمین کا لفظ ہے وہ صرف یمین کی شرافت کے اظہار کے لئے ہے، نیز یہ کہ مصافحہ میں بھی اصل داہنا ہاتھ ہی ہے، بایاں ہاتھ تو متابعت میں ہوتا ہے، الصاق تو اصالۃً داہنے ہاتھ ہی سے ہوتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یسار بایاں ہاتھ خارج ہے، چنانچہ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مسلم شریف کی روایت ہے ''**یمین الله ملآی**'' اللہ پاک کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف داہنا ہاتھ بھرا ہے بایاں ہاتھ خالی ہے، بلکہ ''**یداه مبسوطتان ینفق کیف یشاء**'' کی صراحت ہے یعنی اللہ پاک کے

دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اس طرح کی بہت سی روایتوں سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یمین کی قید یسار کو نکالنے کے لئے نہیں ہے۔

گفتگو کا تکملہ:

اصولی طور پر دو ہاتھ سے متعلق مثبت انداز سے روایتی گفتگو مکمل ہو چکی ہے نیز بعض شبہات کا ازالہ بھی ہو چکا ہے اب اس کے بعد منفی انداز کی گفتگو باقی رہ جاتی ہے مثلاً حافظ عبدالستین میمن صاحب جونا گڈھی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ''حدیث خیر وشر'' اور اپنے خیال خام کے مطابق ایک ہاتھ سے مصافحہ کی چوبیس روایتیں نمبروار شمار کروائی ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت نہیں مصافحہ کے علاوہ مختلف ابواب کی روایتوں سے زور وز بردستی سے انہوں نے مکمل کام لیا ہے ان کو یہ خیال غالباً نہیں رہا کہ اس چوبیس کے عدد سے میں جاہلوں کو تو مرعوب کر سکتا ہوں لیکن جب میری کتاب کو علماء دیکھیں گے تو میرے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے غالباً یہی سوچیں گے کہ کوئی جاہل یا معاند شخص معلوم ہوتا ہے میں ان کی کتاب یا ان کی ذات یا ان کے انداز استدلال کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ اس کا جواب دیا جائے یا اس کے بارہ میں کچھ لکھا جائے۔ جواب جاہلاں باشد خموشی پر عمل کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں اور ان سے یہی کہتا ہوں کہ جب بات کہنی نہیں آتی تو کیوں خواہ مخواہ اہل علم کے موضوع کو چھیڑ کر گنہگار بنتے ہیں اللہ پاک صحیح سمجھ دے اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

☆☆☆

تعارف حضرت حبیب الامت دامت برکاتہم

حبیب الامت، عارف باللہ، حضرت، مولانا، الحاج، حافظ، قاری، **مفتی حبیب اللہ** صاحب قاسمی دامت برکاتہم چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، دارالعلوم دیوبند کے اکابر فضلاء میں سے ہیں۔ جنہوں نے پوری زندگی خدمت دین، تبلیغ دین، اشاعت دین کے لئے وقف کردی ہے۔ آپ کی شخصیت اہل علم، اہل افتاء، اہل تدریس، اہل خطابت، اہل قلم میں معروف ومشہور ہے۔ آپ نے میزان سے دورۂ حدیث بلکہ افتاء وتخصص فی الحدیث تک کی تعلیم ایک زمانہ تک دی ہے اور دے رہے ہیں۔ تمام علوم وفنون پر آپ کی نگاہ ہے آج آپ کے ہزاروں ہزار فیض یافتہ تلامذہ ہند وبیرون ہند ہمہ جہت دینی وعلمی خدمات میں مصروف ہیں۔

آپ کے رشحات قلم کی تعداد ۴۰ ہے جن سے دنیا استفادہ کررہی ہے۔ بالخصوص التوسل بسید الرسل، نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین، اُحب الکلام فی مسئلۃ السلام، جذب القلوب، مبادیات حدیث، حیات حبیب الامت (اول، دوم، سوم، چہارم)، حضرات صوفیاء اوران کا نظام باطن، تصوف وصوفیاء اوران کا نظام تعلیم وتربیت، حبیب السالکین، حبیب العلوم شرح سلم العلوم، صدائے بلبل، حبیب الفتاوی، رسائل حبیب (جلد اول، دوم)، تحقیقات فقہیہ، التوضیح الضروری شرح القدوری، ملفوظات حبیب الامت (جلد اول و دوم)، اک چراغ، جمال ہمنشیں، جیسی اہم تصنیفات ہزاروں علماء

سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ان میں خاص طور پر حبیب الفتاوی کی آٹھ جلدیں جدید ترتیب، تعلیق وتخریج کے ساتھ مکمل و مدلل اہل افتاء ودار الافتاء کے لئے سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے آپ اساسی ارکان میں سے ہیں، اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے مدعو خصوصی ہیں، الحبیب ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے بانی وصدر ہیں۔ جس کے تحت درجنوں مکاتب غریب علاقوں میں چل رہے ہیں اور مساجد کی تعمیر کا کام ہورہا ہے اور غرباء ومساکین و بیوگان کی ماہانہ و سالانہ امداد کی جاتی ہے۔ **جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور**، سنجر پور، اعظم گڈھ یوپی، انڈیا کے بانی ومہتمم اور شیخ الحدیث ہیں۔ جامعہ کے دار الافتاء والقضاء کے آپ رئیس وصدر ہیں، اور ہندوستان کے دیگر بہت سے اداروں کو آپ کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے، دینی، علمی، ملی خدمت آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

روحانی اعتبار سے آپ کا تعلق حضرت شیخ الحدیث مولانا **محمد زکریا** صاحب نوراللہ مرقدہ سے ہے اور ایک طویل زمانہ تک ان کی صحبت میں رہنے اور اکتساب فیض کا موقع آپ کو دستیاب ہوا ہے، بعد کے اکابرین میں حضرت مفتی **محمود حسن** صاحب گنگوہیؒ وحضرت قاری **صدیق احمد** صاحب باندویؒ وحضرت مولانا **عبد الحلیم** صاحب جونپوریؒ کی خدمت میں رہنے اور فیوض وبرکات کے حاصل کرنے کا ایک طویل زمانہ تک شرف حاصل رہا ہے۔ اور الحمد للہ حضرت مفتی **محمود حسن** صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا **عبدالحلیم**

صاحب جونپوریؒ سے **اجازت بیعت** بھی حاصل ہے۔روحانی اعتبار سے آپ کے فیض یافتہ ہزاروں ہزار افراد ہند و بیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔آج تک سیکڑوں حضرات آپ سے اجازت بیعت حاصل کر چکے ہیں جو خانقاہی نظام سے وابستہ ہیں۔

میدان خطابت میں اللہ پاک نے آپ کو خصوصی ملکہ عطا فرمایا ہے،آپ کا خطاب ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مصداق ہوتا ہے،آپ کے خطابات کی مستقل سی ڈی ہند و بیرون ہند میں پائی جاتی ہے۔اور انٹرنیٹ پر بھی آپ کے خطابات موجود ہیں،جن سے ایک عالَم مستفید ہو رہا ہے۔

(Go You Tube Print Mufti Habibullah Qasmi)

الغرض آپ بہت سے خصوصیات کے حامل ہیں، اللہ پاک نے بے پناہ خوبیوں کا مالک بنایا ہے، اللہ پاک ہم سب کو حضرت والا کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے علوم و فیوض سے مستفید ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین۔

☆☆☆

تعارف حبیب الفتاوی

فقہ وفتاوی انسانی زندگی کا لازمی جز ہے، اس کے بغیر رضاء الٰہی کا حصول، حدود شرعیہ کی معرفت، حلال وحرام کی تمیز، جائز وناجائز کی پہچان اوراسلامی معاشرت غیرممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر قدم بہ قدم فقہی رہبری اور فتاوی ومسائل کی ضرورت ہر مسلمان محسوس کرتا ہے۔ جس کی تکمیل ہر دور کے اہل علم وارباب افتاء کے ذریعہ ہوتی رہی ہے''حبیب الفتاوی''اسی ضرورت کی تکمیل کی ایک کڑی ہے جو ہندوستان کے ممتاز اور مشہور مفتی اور نامور صاحب قلم اور ۴۰ کتابوں کے مصنف حضرت حبیب الامت، عارف باللہ حضرت مولانا الحاج مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم سابق مفتی واستاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور حال شیخ الحدیث وصدر مفتی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور ضلع اعظم گڈھ یوپی، انڈیا۔ تلمیذ رشید وخلیفہ فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند وخلیفہ ومجاز بیعت حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم صاحبؒ جونپوری کی جامع تصنیف ہے جن کے قلم سے 40 کتابیں نکل کر اصحاب افتاء علماء امت، زعماء ملت سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

''حبیب الفتاوی'' میں جو علمی گہرائی، احکام شریعت سے آگہی، مطالعہ کی وسعت، بالغ نظری، فقہی بصیرت، حوادث الفتاوی کا انطباق، جدید مسائل کا حل پایا

جا تا ہے وہ دیدنی ہے، مستند کتابوں کے حوالے اور نظائر کے ساتھ تقریباً تمام ابواب پر عام فہم اور دلنشیں اسلوب میں مفصل بحث کی گئی ہے، اردو فتاوی میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، ملک کے درجنوں بزرگ ارباب افتاء، ام المدارس کے علماء فقہاء کی تصدیق وتصویب، عمدہ کاغذ، خوبصورت طباعت، دلکش ٹائٹل کے ساتھ ''حبیب الفتاوی'' کی آٹھ (۸) جلدیں نئی تحقیق وتعلیق اور جدید ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آ چکی ہیں جو یقیناً اصحاب افتاء واہل علم واہل مدارس کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

☆☆☆

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

(۲) مکتبہ الحبیب وخانقاہ حبیب گوونڈی ممبئی

(۳) مکتبہ طیبہ دیوبند ضلع سہارنپور

(۴) اسلامک بک سروس پٹودی ہاؤس دریا گنج، دہلی

تعارف تصانیف حضرت حبیب الامت

(۱) حبیب الفتاوی (جلد اول)

(۲) حبیب الفتاوی (جلد دوم)

(۳) حبیب الفتاوی (جلد سوم)

(۴) حبیب الفتاوی (جلد چہارم)

(۵) حبیب الفتاوی (جلد پنجم)

(۶) حبیب الفتاوی (جلد ششم)

(۷) حبیب الفتاوی (جلد ہفتم)

(۸) حبیب الفتاوی (جلد ہشتم)

(۹) تحقیقات فقہیہ (جلد اول)

(۱۰) تحقیقات فقہیہ (جلد دوم)

(۱۱) رسائل حبیب (جلد اول)

(۱۲) رسائل حبیب (جلد دوم)

(۱۳) التوضیح الضروری شرح القدوری (جلد اول)

(۱۴) التوضیح الضروری شرح القدوری (جلد دوم)

(۱۵) ملفوظات حبیب الامت (جلد اول)

(۱۶) ملفوظات حبیب الامت (جلد دوم)

(۱۷) حیات حبیب الامت (جلد اول)

(۱۸) حیات حبیب الامت (جلد دوم)

(۱۹) حیات حبیب الامت (جلد سوم)

(۲۰) حیات حبیب الامت (جلد چہارم)

(۲۱) صدائے بلبل (جلد اول)

(۲۲) حبیب العلوم شرح سلم العلوم

(۲۳) جمال ہم نشیں

(۲۴) حبیب السالکین

(۲۵) تصوف وصوفیاء اوران کا نظام تعلیم وتربیت

(۲۶) حضرات صوفیاء اوران کا نظام باطن

(۲۷) قدوۃ السالکین

(۲۸) جذب القلوب

(۲۹) احب الکلام فی مسئلۃ السلام

(۳۰) مبادیات حدیث

(۳۱) نیل الفرقدین فی المصافحۃ بالیدین

(۳۲) التوسل بسید الرسل

(۳۳) حضرت حبیب الامت کی خدمات جلیلہ

(۳۴) المساعی المشکورۃ فی الدعاء بعد المکتوبۃ

(۳۵) احکام یوم الشک

(۳۶) والدین کا پیغام زوجین کے نام

(۳۷) علماء وقائدین کے لئے اعتدال کی ضرورت

(۳۸) مسلم معاشرہ کی تباہ کاریاں

(۳۹) درود وسلام کا مقبول وظیفہ

(۴۰) اک چراغ

(۴۱) خطبات حبیب الامت

☆☆☆